

القول المقبول فی اثبات الرسول ﷺ

ایاک نعبد وایاک نستعین

حامد اومصلیاً - اما بعد ! عرصہ دراز سے اس بات کا خیال تھا کہ اہل تشیع کے مولویوں نے جو عوام الناس کو مغالطہ میں ڈال رکھا ہے کہ رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محض ایک ہی بیٹی حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؑ ہیں اور دوسری بیٹیوں کو محض من گھڑت دلائل اور باڑہ تاویلوں کے ذریعہ پردہ اخفا میں رکھنے کی ناکام کوشش کر رکھی ہے اس کے متعلق کسی ایسے صحیح طریقہ سے انکشاف کیا جائے کہ ہر منصف مزاج شخص کو اس کے تسلیم کرنے میں توقف نہ ہو۔ اور ایسے قطعی دلائل سے ثابت ہو جو شیعہ حضرات کی مسلمہ و معتبر کتب سے ہوں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کتب شیعہ کا کافی ذخیرہ ہونا ضروری اور لازمی تھا۔ لیکن مصارف کی زیادتی اور مالی مشکلات نے اس بات پر مجبور کیا کہ چند معتبر کتب شیعہ پر اکتفا کرتے ہوئے مافی الضمیر کا اظہار کروں۔ اگرچہ قرآن مجید کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات خانگی الم نشرح کرنا مقصود نہیں ہے لیکن قادر مطلق، علام الغیوب کو یہ علم تھا کہ میرے حبیب رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا شیرازہ اس کے بعد جلد ہی بکھر جائے گا اور وہ اپنے تئیں کئی ایک فرقوں میں متفرق دیکھے گی۔ جن میں سے ہر ایک فرقہ اپنے کو ناجی اور باقی فرقوں کو ناری تصور کرے گا اور اس کی تصدیق بھی اپنے حبیب رسول کریم سید الکونینؐ سے بایں الفاظ کرادی

سنتفرق امتی فی ثلاثۃ وسبعین سرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ لوکا قال یعنی میری امت عنقریب پھوٹ کر تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ تمام دوزخ میں جائیں گے مگر ان میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ جو احکام الہی اور فرمان نبویؐ پر پابند ہوگا اور تمام فرقے جو اپنی طرف سے کئی ایک نئی بدعات و رسومات قبیحہ من گھڑت پیدا کر لیں گے۔

یہ دوزخ میں داخل ہوں گے اور ان میں سے ایک ایسا فرقہ بھی ہوگا جو نہ صرف اپنی

بد عقیدگی کی وجہ سے صحابہ کبار اور رسول کریم کی ازواج مطہرہ پر زبان درازی کرنا یعنی گالی بکواس بکنا اپنے مذہب کا جزو اعظم اور عین فرض قرار دے گا۔ بلکہ ان کی اس دریدہ دہنی کے باعث اسلام کی پیشانی مارے ندامت کے عرق آلود ہو جائے گی اسی وجہ سے وہ اپنے بد عقیدہ کے سدھارنے کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تسلیم کرے گا اور دوسری اولاد سے قطعاً انکار کرے گا تو خبیرو علیم نے ان کا ناک خاک آلودہ کرنے کی خاطر پیشتر ہی اپنی کتاب قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر ارشاد

فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَ
بَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيقٍ

اے نبی! اپنی بیٹیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں
کی عورتوں کو فرما دے کہ وہ اپنی چادروں
کو اوڑھ کر رکھیں۔

یعنی ان کو پردہ رکھنے کا حکم فرما دیں۔ اس آیت شریفہ میں اللہ عزوجل نے تین مقام پر جمع کے الفاظ وارد فرمائے ہیں۔ پہلا مقام ازواج جو زوجہ کی جمع ہے۔ دوسرا بنات جو بنت کی جمع ہے اور تیسرا النساء جو امراۃ کی جمع ہے لفظ جمع کا معنی کی رو سے کم از کم تین اعداد پر اطلاق ہوتا ہے اور پھر لفظ کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے۔ حقیقت اور مجاز حقیقت یہ ہے کہ لفظ اپنے اصلی معنی میں مستعمل ہو۔ اور مجاز یہ ہے کہ لفظ اپنے اصلی معنی کے سوا کسی دوسرے معنی میں مستعمل ہو۔ لفظ کا مجازی معنی اس جگہ ہوتا ہے جہاں حقیقت متعذر ہو۔

اب غور سے یہ دیکھنا ہے کہ یہاں مجازی معنی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اولاً اگر ہم یہاں بنات کا مجازی معنی لیں یعنی فرد واحد اور لفظ نساء و ازواج کا حقیقی معنی تو بلا غنت قرآنہ میں نفی لازم آتا ہے جس کا اعتراف مفسرین الی الکفر ہے۔ اور اگر لفظ نساء و ازواج کا بھی مجازی معنی تصور کریں۔ تو ایک تو تمام کلام ناقص اور دوسرا ظاہر کے بھی خلاف جاتے گا

لہذا ہر صورت میں یہاں حقیقی معنی ہی تسلیم کرنا پڑے گا جو ایک سے زائد پر دلالت کرتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

حوالہ جات کتب پیش کرنے سے پیشتر ایک غلطی کا ازالہ کرنا ضروری ہے جس کی اڑھ سے لوگوں کو قرآن کریم پر ہمیں مغالطہ میں ڈالاجاتا ہے وہ یہ کہ آیت مباہلہ بخران کے نصرائیوں کی آمد کے وقت نازل ہوئی اس پر عمل کرتے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو اپنے ساتھ لاتے اگر آپ کی دوسری بیٹیاں بھی ہوتیں تو آپ ضرور ان کو بھی ہمراہ لاتے۔

سنیئے حضرات! تاریخ دان شخص کے لیے تو یہ امر ظاہر ہے اور عوام کو سمجھانے کی خاطر یہ واضح کر دیتا ہوں کہ بخران کے نصرائیوں کی آمد اور مباہلہ کا واقعہ ۶۱۰ء کا ہے جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب ”حیات القلوب“ مصنفہ باقر مجتہد العصر شیعہ کے ۴۰ مطبوعہ نو لکھنؤ پر مرقوم ہے سید بن طاووس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قصہ کے متعلق جو صحیح اسناد ہمارے پاس پہنچے ہیں وہ ابو المفضل کی کتاب سے جو اس نے قصہ مباہلہ میں لکھی اور ابن اشناس بزاز کی کتاب سے ہیں۔

بند ہائے معتبر روایت کردہ اند کہ چوں کہ جب حضرت سید کائنات نے مکہ معظمہ فتح کیا اور تمام عرب مطیع و منقاد ہو گیا تو حضرت نے ہر طرف قاصد ارسال کیے خصوصاً شاہ عجم و قیصر روم کی طرف بھی قاصد ارسال کیا اور ان کی طرف یہ لکھا کہ اسلام قبول کریں ورنہ جزیہ جو باعث انکساری و ذلت ہے، ادا کریں۔ یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں جب بخران کے نصاریٰ اور جو

بند ہائے معتبر روایت کردہ اند کہ چوں کہ جب حضرت سید کائنات فتح مکہ معظمہ نمودند وہمگی عرب مطیع و منقاد آنحضرت شدند و آنحضرت رسل و رسائل للکل عالمیاں فرستاد و خصوصاً پار شاہ عجم و قیصر روم و ایشا زراعت بسوئے اسلام نمودند و در نامہ فتح ساختند کہ اسلام آورند یا قبول کنند کہ جزیہ بدیند و ذلیل باشند یا مہیائی حرب شوند

ان کے ارد گرد بنی و فرزند ان
حارث بن کعب اور جو لوگ ان کے ساتھ
ملے ہوئے تھے ان کو خیر پہنچی تو باوجود وہ
اکثریت و جمعیت میں ہونے کے ان کے
دل خوف و رعب سے بھر گئے اور وہ اسی
خوف میں تھے کہ اچانک رسول خدا کے قاصد
واعیان الی الاسلام بھی آپ کا خط لے کر
ان کے ہاں جا پہنچے اور وہ عبداللہ بن امیہ
وہزیر بن عبداللہ تیمی و صہیب بن سنان
نمری تھے۔ اور رقعہ میں تحریر تھا کہ وہ مسلمان
ہو جائیں اور اسلام قبول کر کے ہمارے
دینی بھائی بن جائیں۔ اگر انکار کریں اور
تکبر میں پڑیں یعنی اسلام میں داخل نہ
ہوں تو جزئیہ مقرر کریں۔ جو انکساری و
خواری کا باعث ہے۔ اگر اس شرط سے
بھی انکار کریں اور عناد میں پڑیں تو پھر
جنگ عظیم کے لیے تیار ہو جائیں اور اس
رقعہ میں یہ آیت بھی تحریر تھی قل یا اهل

الکتب تعالوا۔ الخ

جوں میں خبر نصاریٰ بخبران رسید و جماعتی
کہ در حوالی ایشان بودند از بنی عبداللہ ان
فرزند ان حارث بن کعب و یکسانی کہ با ایشان
ملحق بودند از سائر مردمان و با نہایت کثرت
و جمعیت دلہائے ایشان پر از ترس و رعب
شدند درین خوف بودند کہ ناگاہ فرستادگان
حضرت رسول خدا بنزد ایشان رسیدند
با نامہ آنحضرت و رسولان آنحضرت عقبہ
بن عروان و عبداللہ بن امیہ و ہزیر بن
عبداللہ تیمی و صہیب بن سنان بودند کہ
از جہت دعوت ایشان با اسلام آمدند
و در نامہ آنحضرت نوشته بود کہ ہمگی مسلمان
شوند۔ پس اگر اجابت نمایند ہمگی برادران
تکبر و رزند و مسلمان نشوند باید کہ مقرر سازند
کہ از روی خواری ادا کنند۔ جزئیہ را بدست
خود اگر ازین نیز ابا کنند و عناد و زندقہ
ہمیانہی حرب عظیم باشند و در نامہ ایشان
این آیہ مکتوب بود۔ قل یا اهل الکتاب
تعالوا الخ

ناظرین کرام! اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بخبران کے نصاریٰ کے ہاں
فتح مکہ کے بعد قاصد بھیجے گئے اور فتح مکہ ۳۰ھ میں ہوا۔ جیسا کہ اسی کتاب مذکورہ

حیات القلوب، جلد دوم باب چہل و سوم میں مرقوم ہے۔

شیخ طبرسی وابن شہر آشوب ودیگر ان
روایت کردہ اندکہ فتح مکہ در ماہ رمضان
سال ہشتم ہجرت واقع شد و احادیث معتبرہ
برایں دلالت کردہ است
بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

اور آپ کی دوسری تین لڑکیاں شہدہ سے پہلے ہی واصل رحمت الہی ہو چکی تھیں
جیسا کہ شیعہ کی کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۱۹۱ باب پنجاہ و یکم مصنفہ بلا با تہ
مجتہد العصر میں لکھا ہے کہ۔
وزینبؓ در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و
بروایتی در سال ہشتم بر حمت ایزدی واصل
شد در ہنگامی کہ جنگ بدر و دوسوم
ام کلثومؓ و اوراعثمانؓ بعد ازرقیہ تزویج
نمود گویند کہ در سال ہفتم ہجرت بر حمت
ایزدی واصل شد

کر دیا کہتے ہیں کہ انہوں نے بھی ساتویں سال جام اجل پی کر وصال الہی حاصل کیا۔
برادران! اب بتائیے کہ جب وہ تینوں لڑکیاں فوت ہو چکی تھیں تو آپ کس کو ساتھ
لائے ہاں اگر وہ حیات ہو تیں تو آپ ان کو بھی یقیناً ضرور ہمراہ لاتے۔

اب میری ناقص سمجھ کے مطابق یہ امر مخفی نہیں اور نہ ہی کوئی عاقل و فہیم ان عبارت
کو جو شیعہ کی معتبر کتاب سے پیش کی گئی ہیں دیکھنے کے بعد ایسی غلطی میں پھنس سکتا
ہے جو وہ اپنے من گھڑت دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔

اب ہم ان کی معتبر کتب سے ایسے دلائل پیش کرتے ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی چاند لڑکیاں ہونا اظہر من الشمس ہو جائے گا۔
 اولاً ہم اصول کافی کا حوالہ پیش کرتے ہیں کیونکہ وہ شیعہ کی صحاح اربعہ میں اصح الکتاب
 کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی روایت سے شیعہ کو انکار کرنے کی مجال نہیں ہے۔

وتزوج خدیجۃ وهو ابن بضع
 وعشرين سنة فولد له منها قبل
 مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب
 وام کلثوم وولد له بعد المبعث
 الطیب والطاہر وفاطمۃ علیہا السلام
 وردی ایمنانہ لم یولد له بعد
 المبعث الا فاطمۃ وان الطیب الطاہر
 ولد قبل المبعث

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت
 خدیجۃ الکبریٰ کو اپنے نکاح میں لائے تو
 اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے زیادہ تھی
 دعوائے نبوت سے پہلے مائی صاحبہ کے بطن
 مبارک سے قاسم ورقیہ وزینب ام کلثوم
 پیدا ہوئے اور بعد دعوائے نبوت کے طیب
 طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئے
 اور ایک روایت میں ہے کہ دعویٰ نبوت
 کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء پیدا ہوئیں
 طاہر اور طیب دعوائے نبوت سے پہلے
 پیدا ہو چکے تھے۔

اس عبارت کا ترجمہ ملا خلیل شارح کافی نے ذیل کے الفاظ میں کیا ہے۔
 یعنی بزنی خواست خدیجہ او فرزند بست سالہ کسری بود پس زادہ شد برائے
 او از خدیجہ پیش آن رسالت او قاسم ورقیہ وزینب وام کلثوم وزادہ شد برائے او بعد
 از رسالت طیب و طاہر وفاطمہ روایت شدہ نیز کم زادہ شد برائے او بعد از رسالت مگر
 فاطمہ و این کہ طیب و طاہر زاد شوند پیش از رسالت
 ثانیاً۔ ہم شیعہ کی معتبر کتاب نہج البلاغہ سے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
 خطبات و نصائح جمع کیے گئے ہیں، بزبان حضرت علیؑ پیش کرتے ہیں جس سے کسی مسلمان

کو انکار کرنے کا حق نہیں خصوصاً شیعہ کا تو کوئی بھی حق نہیں جو اس سے انکار کر سکے۔ کیونکہ حضرت علیؑ ان کے نزدیک امام اعظم ہیں۔ اور وہ درجہ امامت کو نبوت کے درجہ سے بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد ثالث مطبع نو لکھنؤ پر مرقوم ہے

معلوم میشود کہ مرتبہ امامت بالاتر از یعنی امامت کا رتبہ پیغمبری کے رتبہ سے

بہت ہی بڑا ہے

مرتبہ پیغمبریت

دوسری جگہ سید علی نقیؑ اپنے رسالہ اصول دین اور قرآن کے مد ۶۹ پر رقمطراز ہیں

کہ امامت کا درجہ نبوت اور رسالت دونوں سے بلند ہے امام کی صورت نہ مجز کی ہے نہ میفر کی بلکہ وہ خدا کی طرف سے پیشوائے خلق اور متاع مطلق بنا کر کھڑا کیا جاتا ہے جب کہ کوئی شخص رسول خدا کے قول کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے حجت تصور نہ کرے اور اس سے انکار کرے تو شیعہ کے نزدیک وہ خارج از دین منظور ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حضرت علیؑ کے قول سے انکار کرے وہ ویسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے نزدیک امام کا درجہ پیغمبری سے بلند ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو اب شیعہ صاحبان کو چاہیئے کہ جو ہم شیعہ کی مسئلہ کتاب سے حضرت علیؑ کے اقوال نقل کریں اس کو بغیر کسی چون و چرا کے تسلیم کرتے چلے جائیں۔

حضرت علیؑ کے کلام سے ہے کہ جب حضرت

ومن کلامہ علیہ السلام

لما اجتمع الناس الیہ وشکوا

علی عثمان و سألوه مخاطبته

عنہم فدخل علی عثمان فقال

ان الناس ورائی وقد استنفرونی

بینک و بینہم واللہ ما ادری

ما اقول لك ما اعرف شیئا

تجھلہ ولا اؤ لك علی امر

علی کی طرف لوگ جمع ہوئے۔ اور حضرت عثمان

پر جو شکایات تھیں انہوں نے اظہار کیا

اور آپ سے سوال کیا کہ ان کی طرف سے ہر

عثمان کے ساتھ بات چیت کریں تو حضرت

علیؑ حضرت عثمانؓ سے مخاطب ہوئے اور

کہا لوگ میرے پیچھے کھڑے ہیں انہوں نے

مجھے اپنے اور آپ کے درمیان سفیر ٹھہرایا ہے

خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ کی نسبت میں کسی چیز سے زیادہ واقف نہیں ہوں اور جس امر کی آپ کو پہچان نہ ہو اس کے متعلق آپ کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور جس چیز کو ہم جانتے ہیں اور میں کسی شے کے متعلق آپ سے سبقت نہیں رکھتا کہ جس سے آپ کو خبر دوں اور میں نے خلوت میں بھی کوئی ایسی چیز معلوم نہیں کی جو آپ کو پہنچاؤں اور آپ کے بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جیسے ہم نے دیکھا اور آپ نے آنحضرتؐ کے ارشادات کو سنا

انك تعلم ما نعلم ولا نعرفه
ما سبقناك الى شئٍ فنخبرك
عنه ولا غلونا بشئٍ
قبلك وقد رأيت كما
رأيتنا وسمعت كما سمعنا
وصحبت رسول الله كما
معنا وما ابني تحافة ولا
ابن الخطاب باولي بعمل
الحق منك وانت اقرب
الي رسول الله وشيعة
رحم منهما۔

ضہ ۸۵۔ جلد ثانی۔ مطبوعہ۔

اور آپ رسول خدا کی صحبت میں رہے جیسے ہم رہے اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں حتیٰ پر عمل کرنے میں آپ سے بہتر نہیں تھے اور بلحاظ سلسلہ قرابت آپ ان دونوں سے زیادہ قریب ہیں اور آپ نے رسول خدا کے داماد ہونے کا شرف حاصل کیا جو ان دونوں کو نہیں تھا براہِ ان! امیر المؤمنین نے اس جگہ صاف طور پر حضرت عثمانؓ کو داماد رسول ہونا دیا ہے اور اس کی وضاحت کے لیے محشی نہج البلاغہ جو تبعیہ کے مقتدر علماء سے ہے لفظ یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ پر جو حضرت عثمانؓ کو فضیلت ہے وہ داماد ہونے میں ہے کیونکہ اس نے رسول خدا کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم سے نکاح کیا۔ جب پہلی

واما افضليته عليهما في الصهر
فلان تزوج بنتي رسول الله
رقية وام كلثوم توفيت لاولي

فزوجہ النبی بالثانیۃ
ولذا سمی ذالنورین

عاشیہ بیچ البلاغہ - ۸۵

ہو گئی تو رسول خدا نے اپنی دوسری بیٹی
نکاح کر دی اسی لیے اسکو ذوالنورین کا خطاب
دیا جاتا ہے۔

اب ہم آپ کی زیادہ تشفی و اطمینان کے لیے ملا باقر مجتہد العصر شیعہ کی زبردست معتبر
تسلیف حیات القلوب کی عبارت پیش کرتے ہیں جو تمام شبہات کو دور کر دے گی انشاء اللہ
باب پنجاہ و یکم در بیان احوال اولاد امجاد

حضرت صادق سے معتبر سند کے ساتھ روایت
کی گئی ہے کہ رسول خدا کیلئے حضرت خدیجہ الکبریٰ
کے لطن مبارک سے طاہر قاسم۔ ام کلثوم
رقیہ۔ زینب۔ اور فاطمہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت
نے فاطمہ کا نکاح امیر المومنین حضرت علی سے
کیا اور زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیعہ
جو بنی امیہ تھے کیا۔ اور ام کلثوم کا نکاح حضرت
عثمان بن عفان سے کیا۔ اور قبل اس کے
کہ حضرت عثمانؓ اس کو اپنے گھر لائیں فوت
ہو گئیں۔ تو رسول خدا نے رقیہ کا نکاح بھی
حضرت عثمانؓ سے کر دیا،

آنحضرت است در قرب الاسناد بسند معتبر
از حضرت صادق روایت کرده است کہ
برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر
وقاسم وفاطمہ دام کلثوم و رقیہ و زینب و
فاطمہ باحضرت امیر المومنین تزویج کردہ
بابو العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب
را۔ و عثمان بن عفان ام کلثوم را و پیش
از آنکہ بنحانہ آں برود بر حمت الہی و اصل شد
و بعد از او حضرت رقیہ را بادتزوہ و بیچ نمود۔ باب
مذکور بیان احوال اولاد و امجاد کہ آنحضرت
مطبوعہ نو لکشور لکھنؤ

ذرا آگے چلیے

اور ابن بابویہ معتبر سند کے ساتھ حضرت صادق
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا کے مائے
خدیجہ سے قاسم۔ اور طاہر بن کا نام عبد اللہ

و ابن بابویہ بسند معتبر آنحضرت روایت کرده
است کہ از برائے حضرت رسول شد از خدیجہ
قاسم و طاہر و نام طاہر عبد اللہ بود و ام کلثوم

تھا و ام کلثوم و رقیہ و زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے۔ تو فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے ہوا اور زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیعہ سے ہوا جو بنی امیہ سے تھے اور ام کلثوم حضرت عثمان بن عفانؓ کا نکاح میں آئیں۔ لیکن وہ گھر لانے سے قبل فوت ہو گئیں تو جب لوگ جنگ بدر کو روانہ ہوئے تو رسول خدا نے حضرت رقیہ کی شادی بھی عثمان سے کر دی

اور مشہور یہ ہے کہ رسول خدا کی حقیقی چار بیٹیاں تھیں۔ پہلی حضرت زینب خاتون جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کو رشتہ دینے کی حرمت اور نبوت سے قبل ابوالعاص بن ربیعہ کو نکاح کر دیا تھا۔ اور منقول ہے کہ ابوالعاص جنگ بدر میں قید ہو گیا تو حضرت زینب نے اپنا وہ ہار جو حضرت خدیجہ نے دیا تھا۔ اپنے خاوند کے فدیہ کے لئے رسول خدا کی خدمت اقدس میں بھیجا جب رسول اللہ نے اس ہار کو دیکھا تو آپ کو خدیجہ یاد آ گئیں اور دل میں نرمی پیدا ہو گئی تو آپ نے صحابہ سے طلب کیا کہ اس

ورقیہ زینب و فاطمہ و حضرت امیر المومنین فاطمہؓ اتر دیج نمود۔ و زینب را ابو العاص بن ربیعہ او مروی بود از بنی امیہ۔ و عثمان بن عفانؓ ام کلثوم را ترویج نمود و پیش از آنکہ نجانہ او بدر و بر حمت الہی واصل شد پس چون جنگ بدر رفتند حضرت رسولؐ رقیہ را با او ترویج نمود (حوالہ مذکور)

گذشتہ

و مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہ از نفر بودند ہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند اول زینب و حضرت پیش از بعثت و حرام شدن دختر بکافراں دادن اور ابابی العاص بن ربیعہ ترویج نمود و منقول است کہ ابوالعاص در جنگ بدر اسیر شود زینب قلادہ کہ حضرت خدیجہؓ با و دادہ بودند بنزد حضرت فرستاد برائے فدائی شوہر خود چون حضرت را نظر بر آں قلادہ افتاد خدیجہ را یاد نمود و رقت کرد از صحابہ طلب نمود کہ فدائی اورا بخشند ابو العاص را بے فدا با کنند صحابہ چنین کردند و حضرت از ابو العاص شرط گرفت کہ چون بمکہ گرد و زینب را بخد مت حضرت

فرستاد بشرط خود وفا نمود و زینب را
فرستاد و بعد ازاں خود بدمینہ آمد و مسلمان شد
چنانچہ محلی از قصہ سابقہ مذکور شد و زینب
در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و بروایتی در
سال ہشتم بر حمت ایزدی واصل شد دوم
رقیہ گوید کہ اورا عتبہ پسر ابولہب تزویج
نمود در مکہ و پیش از دخول اورا طلاق گفت
و در مدینہ عثمان اورا تزویج نمود۔ و عبد اللہ
از اہل وجود آمد و کودکی مرد و رقیہ در مدینہ
بر حمت ایزدی واصل شد۔ مولف گوید کہ
آنچہ از روایات ظاہر شد کہ تزویج و وفات
رقیہ بودہ است اقویٰ واضح است ہر چند
نامی اشرار است۔

(حوالہ مذکور)

کو بغیر فدیہ کے رہا کر دینا چاہیے تو انہوں نے
کہا بہت اچھا تو آپ نے ابو العاص کو اس
شرط پر رہا کیا کہ وہ جاتے ہی حضرت زینب
کو مدینہ بھیجے چنانچہ اس نے شرط کو
پورا کیا اور حضرت زینب کو بھیج دیا جیسا
کہ ہم نے مجملہ پہلے بیان کیا تو حضرت زینب
نے ہجرت کے ساتویں ایک روایت کے مطابق
آٹھویں سال وفات پائی دوسری بیٹی
حضرت رقیہ تھی کہتے ہیں کہ آپ نے اس کا
نکاح عتبہ بن ابولہب سے کیا تو اس نے قبل از
دخول طلاق دیدی پھر آپ نے مدینہ منورہ
میں اس کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا تو اس
کے بطن سے حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے جو
چھوٹے ہی فوت ہو گئے۔ اور جب آپ

جنگ بدر میں جانیکا ارادہ کر رہے تھے تو رقیہ فوت ہو گئیں سوم حضرت ام کلثوم ہیں وہ بھی
حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں کہتے ہیں کہ ہجرت کے ساتویں سال وہ بھی فوت ہو گئیں
تو ملا باقر صاحب مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ جو روایات سے ظاہر ہوا ہے کہ ام کلثوم کا نکاح اور
وفات رقیہ کے نکاح اور وفات سے پہلے تھی زیادہ اقویٰ اور صحیح ہے لیکن ہر چند
دوسری روایت زیادہ مشہور ہے

ایک جماعت علماء خاصہ (یعنی شیعہ) اور
عام (یعنی سوائے شیعہ) ان کا یہ اعتقاد
ہے کہ رقیہ و ام کلثوم حضرت خدیجہ کے دوسرے

دمجی از علمائی خاصہ و عامہ را اعتقاد
آنست کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ
بودند از شوہر دیگر کہ پیش از حضرت رسول

راشتہ و حضرت ایشاں را تربیت کردہ بود
 و دختر حقیقہ آنجناب بودند
 خاوند کی بیٹیاں تھیں جو کہ اس نے رسول اللہ
 ﷺ سے پہلے کیا تھا اور رسول خدا نے ان
 کی تربیت فرمائی اور وہ رسول خدا کی حقیقی
 بیٹیاں نہیں تھیں۔

بعضے گفتہ اند کہ دختران اہلہ خواہر خدیجہ بودند یعنی بعضے کہتے ہیں کہ وہ مائی خدیجہ
 کی ہمیشہ زاد اہلہ کی لڑکیاں تھیں۔

ملا باقر مصنف مذکور نے ان ہر دو اقوال کی نفی باس الفاظ فرمائی ہے۔
 و بر نفی اس دو قول روایات معتبرہ دلالت
 یعنی ان ہر دو اقوال کی نفی پر معتبر روایات
 دلت کرتی ہیں۔ (حوالہ مذکور)

معزز ناظرین! اس عبارت کے علاوہ ملا صاحب نے باب عدد زناں میں بھی بہت
 تصریح فرمائی ہے لیکن رسالہ کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُسے نظر انداز کیا جاتا ہے کیونکہ
 سلیم الطبع مصنف مزاج کو تو اتنے ہی دلائل سے پوری تسلی و تشفی حاصل ہو جاتی ہے۔ او
 متعصب مزاج کریمہ الطبع کو ضخیم کتاب کے پڑھنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا
 مطلب و مقصود حق نہیں ہوتا۔ اور وہ محض نکتہ چینی سے کام لیتا ہے۔

قارئین کرام! اب ہم آپ کی توجہ شیعہ مکتب فکر کی مشہور کتاب اعلام الوری
 باعلام الہدیٰ کی طرف مبذول کرتے ہیں، اس کے مصنف ابو علی فضل بن حسن طبرسی ہیں
 جن کا تعلق چھٹی صدی ہجری سے ہے اور شیعہ دوستوں کے ہاں امین الاسلام کے لقب
 سے معروف ہیں۔ یہ فاضل مصنف اپنی اس کتاب کے پانچویں باب کی فصل اول میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات و اولاد کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
 آپ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا۔ پھر انہوں نے اس نکاح کی
 تفصیل ابوطالب کے خطبہ نکاح اور مہر وغیرہ کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

فأول ما حدث ولدت عبد الله
بن محمد وهو الطيب الطاهر
وولدت له القاسم وقيل ان
القاسم اكبر وهو بكرة وبه
كان يكنى والناس يغلطون
فيقولون ولد له منها ربع
بنين القاسم وعبد الله والطيب
والطاهر وانما ولد له منها
ابن اربع بنات زينب و
رقية وام كلثوم وفاطمة فاما
زينب بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم فتزوجها
ابو العاص بن ربيع بن عبد العزى
بن عبد الشمس بن عبد مناف
في الجاهلية فولدت لأبي
العاص جارية اسمها امامة
تزوجها علي بن ابي طالب عليه السلام
بعد وفاة فاطمة عليها السلام
وقتل علي وعنده امامة
فخلف عليها بعده المغيرة
بن نوفل بن الحارث بن عبد

حضرت خديجہؓ نے پہلے حمل میں عبد اللہ بن
محمد کو جنم دیا۔ یہی طیب و طاہر ہیں نیز قاسم
کو بھی جنم دیا۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے قاسم بڑا
اور ابتدائی صاحبزادے ہیں، انہی کے نام
پر آپ کی کنیت تھی لوگ غلطی کے باعث
یہ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے
آپ کے (۱) قاسم (۲) عبد اللہ (۳) طیب
اور (۴) طاہر چار صاحبزادے ہوئے
حالانکہ آپ کے دو صاحبزادے اور چار
بیٹیاں (۱) زینب (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم
اور (۴) فاطمہ تھیں۔ زینب بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانہ جاہلیت میں
ابو العاص بن ربيع بن عبد العزى بن عبد الشمس
بن عبد مناف نے نکاح کیا تھا، چنانچہ ابو العاص
کی امامہ نامی ایک بچی ہوئی جن سے حضرت
علی بن ابی طالب علیہ السلام نے حضرت
فاطمہ علیہا السلام کی وفات کے بعد شادی
کی، حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت امامہ
بقید حیات تھیں، آپ کے بعد مغیرہ بن
نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے شادی
کی اور انہیں کے پاس ان کا انتقال ہوا

ابوالعاص کی ماں ہالہ بنت خویلد میں لعینہ
 حضرت خدیجہ آپ کی خالہ ہیں، حضرت
 زینبؓ کا مدینہ میں سٹھ میں انتقال ہوا
 رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا مگر
 خلوت سے قبل ہی طلاق دے دی تھی
 حضرت رقیہ کو اس کی طرف سے تکلیف
 بھی پہنچی جس کے باعث آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس کے لیے بدعا فرمائی کہ
 اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک
 کتا مسلط کر دے؛ چنانچہ اسے ایک شیر
 نے اس کے ساتھیوں میں سے اچک لیا
 تھا، عتبہ کے بعد مدینہ میں حضرت عثمان
 بن عفانؓ نے ان سے شادی کی؛ چنانچہ
 حضرت عثمان کا ان کے لہجے سے غم اللہ
 نامی ایک بچہ ہوا جو کہ چھوٹی عمر ہی میں
 فوت ہو گیا تھا ایک مرغ نے اس بچے کی
 آنکھوں پر ٹھونگیں ماریں جس سے یہ بیمار
 ہو گیا اور بدر کے زمانہ میں مدینہ میں
 انتقال کر گیا بدر ہی کے دور میں حضرت
 عثمانؓ حضرت رقیہ کی وفات کے باعث

وتوفیت عنده وام ابی العاص
 ہالہ بنت خویلد فخریجۃ
 خالتہ، وماتت زینب بالمدينة
 سبع سنين من الهجرة
 واما رقیة بنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فتزوجها عتبہ بن ابی لہب
 فطلقها قبل ان یدخل بها
 ولحقها منه اذی فقال النبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اللهم سلط علی عتبہ کلبًا
 من کلابک فتناولہ الاسد
 من بین اصحابہ، وتزوجها
 بعدہ بالمدينة عثمان بن
 عفان فولدت له عبد اللہ
 ومات صغیراً انقرہ دیک علی
 عینیہ فمرض ومات بالمدينة
 زمن بذروت خلف عثمان علی
 دفنها ومنعه ذلک ان یشهد
 بذرا وقد کان عثمان هاجر
 الی الجشة ومعہ رقیة واما

ام کلثوم فتزوجها ایضاً عثمان
بعد اختہا رقیۃ توفیت عنده
واما فاطمة علیہا السلام
فنفر دلہا باباً ان شاء اللہ
ولدیکن لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ولد من
غیر خدیجۃ الابرہیم بن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ماریۃ القبطیۃ ولد بالمدينة
سنة ثمان من الهجرة وما
بہاولہ سنة وستۃ أشهر
وبعض ایام وقبرہ بالبقیع

اعلام الوری بأعلام الہدی
ص ۱۲۶ - ۱۲۸ مطبوعہ طہران ۱۳۳۸ھ

مدینہ میں رہ گئے اور بدر میں شرکت نہ فرما
سکے تھے حضرت عثمان کی ہجرت حبشہ کے
وقت حضرت رقیہ آپ کے ساتھ تھیں
ام کلثوم حضرت رقیہ کی وفات کے بعد آپ
کے عقد میں آئیں حضرت فاطمہ علیہا السلام
کا تذکرہ ان شاء اللہ ہم الگ باب میں کریں
گے حضرت خدیجہ کے علاوہ اور کسی بیوی
کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اولاد نہ تھی ہاں البتہ ماریہ قبطیہ کے بطن
سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جن کی ولادت
مدینہ میں ۸ھ میں ہوئی حضرت ابراہیم
ایک سال چھ ماہ اور چند دن کی عمر میں
مدینہ ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، آپ
کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

اعلام الوری بأعلام الہدی کا یہ مفصل اقتباس آپ نے ملاحظہ فرمایا، غور فرمائیے
کہ فاضل شیعہ مصنف علامہ طبرسی نے کس قدر وضاحت کے ساتھ اس بات کا ذکر فرمایا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یعنی حضرت زینب، حضرت رقیہ
حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسی طرح علامہ محقق ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی اپنی مشہور کتاب
”کشف الغمۃ“ میں رقمطراز ہیں۔

وقال ابن سعد یرفعه الی ابن سعد حکیم بن حزام تک سلسلہ اسناد

پہنچاتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت
خدیجہ کا رمضان سلسلہ نبوت میں انتقال
ہوا جبکہ آپ کی عمر پینسٹھ برس تھی ہم آپ
کے جنازہ کے ساتھ گھر سے نکلے اور محزون
میں آپ کو دفن کر دیا، آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کی قبر میں بھی اترے، ان
دنوں نماز جنازہ کا حکم ابھی تک نہیں تھا
پوچھا گیا کہ اے ابا خالد! یہ حکم کب نازل
ہوا تو انہوں نے بتایا کہ قرینہ ہجرت سے
تین سال پہلے اور بنی ہاشم کے شعب سے
نکلنے کے تھوڑی دیر بعد! حضرت خدیجہ
ہی وہ پہلی خاتون ہیں جن سے آپ نے
شادی کی آپ کی ساری کی ساری اولاد
انہی کے لطن سے ہے سولے ابراہیم کے
وہ ماریہ قبطیہ کے لطن سے ہیں۔

حکیم بن حزام قال توفیت
خدیجۃ فی شہر رمضان
سنۃ عشر من النبوة وہی
ابنۃ خمس وستین فخرینا
بہا من منزلہا حتی دفناها
بالبحون فنزل رسول اللہ
فی حفر تھا ولم یکن یومئذ
صلوۃ علی الجنازۃ قیل ومتی
ذلک یا ابا خالد قال قبل الهجرة
بسنوات ثلاث او فحرفا وبعد
خروج بنی ہاشم من الشعب
بیسیر قال وکانت اول امرأۃ
تزوجہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم واولادہ
کلہم منها الا ابراہیم فانہ
من ماریۃ القبطیۃ

کشف الغمہ ص ۵۱۳ مطبوعہ تبریز

”کشف الغمہ کے مصنف نے جو یہ فرمایا ہے کہ ”اولادہ کلہم منها“ کہ
آپ کی ساری کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ کے لطن اطہر سے ہے، تو اس اجمال کی تفصیل
دی ہے جو ہم نے اس سے پہلے علامہ طبرسی کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

اسی طرح مشہور شیعہ مصنف شیخ قمی بھی لکھتے ہیں کہ ۱۔

در قرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شد نہ طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و زینب بنت جحش و فاطمہ را بحضرت امیر المؤمنین علیہ السلام و زینب را بابی العاص بن الربیع کہ از بنی امیہ بود و ام کلثوم را عثمان بن عفان و پیش از آنکہ بخانہ عثمان برود برحمت الہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را با تزویج نمود پس از برائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مدینہ ابراہیم متولد شد از ماریہ قبطیہ کہ بجدیہ فرستادہ بود از برائے آنحضرت اور را پادشاہ اسکندریہ با ستر اشہبی و بعضے از ہدایای دیگر فقیر گوید آنچه مشہور است و مؤرخین نوشتہ اند تزویج ام کلثوم عثمان بعد از وفات رقیہ است و رقیہ در سال دوم ہجری در منگامے کہ جنگ بدر بود وفات کرد۔

منہی الآمال ۱۲ ص ۱۰۸ مطبوعہ تہران

مصحح اسناد کے ساتھ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ کے بطن سے۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب پیدا ہوئے آپ نے حضرت فاطمہ کی شادی امیر المؤمنین علیہ السلام سے کر دی تھی۔ زینب کی شادی ابو العاص بن ربیع سے کی جو کہ بنو امیہ سے تھے۔ حضرت ام کلثوم کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کی مگر وہ حضرت عثمان کے گھر جانے سے قبل ہی اللہ کی رحمت کو پا گئیں، ان کی وفات کے بعد آپ نے حضرت عثمانؓ کی حضرت رقیہ سے شادی کر دی مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک بچہ ابراہیم پیدا ہوا جو کہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھا جسے آپ کے لئے سکندریہ کے بادشاہ نے اشہب گھوڑے اور کچھ دیگر تحائف کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ یہی بات مشہور ہے اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ام کلثومؓ کی حضرت عثمانؓ سے شادی حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ہی حضرت رقیہ کی وفات

سہ میں جنگ بدر کے دنوں میں ہوئی۔

یہ سب حوالہ جات ہم نے شیعہ کتب سے اس لیے پیش کیے ہیں تاکہ شیعہ دوستان پر غور فرمائیں اور بلاچون و چہراں تسلیم کر لیں ورنہ اس کے یہ معنی نہیں کہ کتب اہل سنت میں یہ بات مذکور ہی نہیں ہے لیجئے اب ہم اپنی کتب سے ”مشتے نمونہ از خروارے“ ایک دو حوالے پیش کر دیتے ہیں، مشہور مؤرخ ابن سعد، حضرت ابن عباسؓ کی روایت ذکر کرتے ہوئے قحطراز ہیں۔

نبوت سے قبل مکہ مکرمہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے پہلے
تاسم نامی بچے نے جنم لیا انہی کے نام پر
آنحضرت کی کنیت ابوالقاسم تھی پھر زینب
پھر رقیہ، پھر فاطمہ اور پھر ام کلثوم کی ولادت
ہوئی اسلام کے آنے کے بعد عبد اللہ بن
کا نام طیب و طاہر ہے کہ ولادت ہوئی
ان سب بچوں اور بچیوں کی والدہ خدیجہ
بنت خویلد ہیں۔

كان اول من ولد رسول الله
صلى الله عليه وسلم بمكة
قبل النبوة القاسم، وبه
كان يكنى، ثم ولد له
زينب، ثم رقية ثم فاطمة
ثم ام كلثوم ثم ولد له في
الاسلام عبد الله فني
الطيب والطاهر واهمهم
جميعاً خديجة بنت خويلد
الطبقات الكبرى 20 ص 133 بيروت

اسی طرح زبیر بن بکر سے روایت ہے کہ:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تاسم
نے جنم لیا جو آپ کے سب سے بڑے
صاحبزادے تھے پھر زینب پیدا ہوئیں پھر
پھر عبد اللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور چھوٹی

ولد للنبي صلى الله عليه وسلم
القاسم وهو اكبر ولده ثم
عبد الله وكان يقال له الطيب
ويقال له الطاهر ولد بعد

عمر ہی میں فوت ہو گئے پھر ام کلثوم، پھر
فاطمہ اور پھر رقیہ اس ترتیب سے پیدا ہوئیں
قاسم و عبداللہ مکہ ہی میں فوت ہو گئے تھے

النبوۃ و مات صغیراً ثم
ام کلثوم ثم فاطمة ثم رقیة
هكذا الاول فالاول مات القاسم
بسعة ثم عبد الله و اء

الطبرانی و رجاله ثقات

مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۷

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی اس تفصیل و تعداد
پر شیعہ و سنی دونوں مکتب فکر کی مستند کتب متفق ہیں، اس کے بعد بھی کسی بات کا انکار
کیے جانا اور بلا وجہ اپنی بات پر اصرار کیے جانا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے جس کا علم دلیل
سے کوئی تعلق نہیں!

پس گزارش ہے کہ آپ تعصب کی پیٹی اتار کر بنظر غائر ملاحظہ فرماویں اور حق و باطل کا
امتیاز کر کے اپنی قیمتی زندگی خالص اسلام پر وقف کر دیں اور جہلاء کی تقلید میں پھنس کر اپنے
اعمال ضائع نہ کریں۔
فاعتبروا یا اولی الابصار

والسلام

